A COLLECTION OF URDU POETRY

شعورِ نو

بیدارئ امت، خودی اور انقلابِ درون

WRITTEN BY

حافظ حسیب الرحمٰن

خودی کی پہچان، امت کی بیداری
اور عمل سے بھرے ایک نئے شعور کی دعوت

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر
سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری
رضا کیا ہے

روحِ کلام — اقبالؒ کے فکری اثر سے

TABLE OF CONTENTS

فہرستِ مضامین

CHAPTER I — بابِ اول — حقیقتِ دنیا اور بیداریٔ امت

باب دوم — پیامِ خودی اور عزمِ جواں CHAPTER II

بابِ سوم —راہِ عمل اور انقلابِ قلب CHAPTER III

CHAPTER ONE

بابِ اول

حقیقتِ دنیا اور بیدارئ امت

غفلت کے اندھیروں میں سوئی ہوئی امت کا نوحہ، اور اس آئینے کی تلاش جو خود سے سچ بلوا سکے

۱ عیاشی اور خلافت

جہانِ فانی میں ضرورت تھی جن کو عیاشی کی

بھلا دی ہے شان انہوں نے خلافتِ عثمانی کی

اب ضرورت ہے تیرے ایثار کی، خودداری کی

ملتی ہے دنیا میں بلند تقدیر ان کو

ہوتی ہے اپنی خودداری سے محبت جن کو

۲ غافل فرنگی

ہم ڈھونڈتے ہیں حکمت غافل فرنگیوں میں جس کی

معلوم ہے تمہیں کہ یہ شہرت، یہ عزت انجام ہے کس کی

یہ دولت ہی تو ہے جس نے بہکایا تھا قارون کو

اور وہ تقویٰ ہی تھا جس نے دی عزت ہارون کو

۳ غافل مکیں

ایک سیاہ مقام ہے اور غافل اس کا مکیں ہے

دیکھ کر حالت اس کی، میرا دل بڑا غمگین ہے

دیکھ اپنے آئینے میں کہ تو خود کتنا صحیح ہے

کہیں اس تاریک مکاں کا، تو خود ہی تو مکیں ہے؟

۴ اجڑا چمن

ایک چمن ہے جس کے پھول ہیں سب کے سب خالی

ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے توڑی ہے اس کی ڈالی

اب دیکھتا ہوں تو بہت پریشان ہے اس کا مالی

اب دے اس کو پانی، اگر ہے پھر سے اسے کھلانا

لے ایک عہد خود سے، جو ہے تجھے ہر حال میں نبھانا!

۵ حقیقتِ زندگی

کھلتی آنکھوں کے تماشے کو حقیقت نہ سمجھ

زندگی خواب ہے اور خواب کی تعبیر ہے موت!

۶ کھو گیا سو سونا

زندگی کی حقیقت کو میں نے بس اتنا ہی جانا ہے

جو مل گیا وہ مٹی ہے، جو کھو گیا وہ سونا ہے!

۷ قوموں کی شکست

قومیں تلواروں سے کم، اپنی سوچوں سے ہارا کرتی ہیں

جب ذہن ہی سو جائیں، تو پھر لشکر کچھ نہیں کرتے!

۸ کتابِ حق

کتابِ حق کو ہم نے صرف طاقوں میں سجا رکھا ہے

اسی غفلت نے امت کو پسِ ذلت میں ڈبو رکھا ہے!

۹ حجابِ غم

ہر ایک تبسمِ رنگیں کو تو عید مت سمجھ

حجابِ غم بھی تو چھپے ہوتے ہیں مسکرانے میں!

۱۰ تاریخ اور تاریک

ایک طرف روشن تاریخِ اسلام ہے،

اور اک طرف یہ غافل و تاریک انسان ہے!

کھیت میں پسینے سے ڈوبا کسان ہے،

گھر آئے اناج تو بس اسے کھانا ہی آسان ہے!

یہ دین پہنچا ہے ہم تک خون میں بہتے بہتے،

سب کچھ ہار کر بھی ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے!

۱۱ غیر کی چوکھٹ

غیر کی چوکھٹ پر جا کر مانگتے ہیں اب امان

ہم نے خود اپنے ہاتھوں برباد کر ڈالا اپنا مکان!

۱۲ غفلت کی نیند

جہاں میں اپنی غفلت سے خودی کو کھو رہے ہیں اب

نہ جانے کس قیامت کے بھروسے سو رہے ہیں اب!

۱۳ تاریخ کے کاغذ

بوریا نشیں بن کر جو دنیا پر سلطنت کرتے رہے

افسوس! ہم آج بس بیٹھ کر ان کی تاریخ کے کاغذ بچاتے رہے!

CHAPTER TWO

بابِ دوم

پیامِ خودی اور عزمِ جواں

شاہین کی پرواز کا پیغام، خودی کی پہچان، اور اقبالؒ کے فکری کلام سے روشن ہوتا ہوا عزم

۱۴ عزمِ شاہیں

(مسدس)

ان فانی رخ و زلفوں سے رخ کو اپنے اب موڑو،
بڑے رستوں کے راہی ہو، پرانی بیڑیاں توڑو!
عقابِ بینشِ مومن بنو، یہ سستی چاہتیں چھوڑو،
بلندی آسماں کی چھو، تعلق عرش سے جوڑو!
خودی کو جان لے اپنی، یہی شاہیں کا رتبہ ہے،
ستاروں پر قدم رکھنا تو مومن کا ہی شیوہ ہے!

۱۵ خلیفۂ اسلام

نہیں کرے گا تیرے فرائض کا انجام یہاں کوئی

کیا تو نے سنا نہیں کلامِ پاک کا پیغام کوئی؟

ہوتا تھا کبھی اس دنیا میں خلیفۂ اسلام کوئی

یوں ہی پڑا رہا تو معلوم ہے اپنا انجام کوئی؟

تو ہی ہے جو اب اٹھ کر کلامِ پاک پڑھے گا

تو جو چاہے تو اس گلستان کو پھر سے آباد کرے گا!

۱۶ روشن کلام

اے مسلم! اپنی دنیا میں اب اسلام پیدا کر

اپنے اس سیاہ قلب میں روشن کلام پیدا کر!

کیوں خوف کھاتا ہے تو اس سفر کی تنہائی سے؟

تمام پھولوں کو جوڑ اور ایک گلستان پیدا کر!

۱۷ حصولِ علم

تو چاہتا ہے اگر حصولِ علم، تو یہ جام بھر
ذرا اٹھ اور شاعرِ مشرق کا کوئی پیغام پڑھ!
اگر تو چاہتا ہے خود کو دنیا کے قابل بنانا
تو ذرا رک، اور پہلے اپنا ہی گریبان پڑھ!

۱۸ مئے لالہ فام

(پیغامِ اقبالؔ)

ایک جام ہے جو مئے لالہ فام ہے

ہے تجھے معلوم کہ وہ اقبال کا کلام ہے!

کیا خوب طریقے سے پہنچایا انہوں نے پیغام ہے

ہے دنیا جو وجود میں، اس کی وجہ اسلام ہے!

دیا ہے اقبال نے ہم کو خودی کا پیارا پیغام

جس نے اسے پہچانا، اسے ملا ہمیشہ انعام!

۱۹ عزمِ مسلم

عزمِ مسلم کی منزل ہے اب بامِ فلک،

حیرت سے دیکھتا ہے تجھے اب نورِ ملک۔

تری ہمت کے آگے کچھ نہیں تاروں کی چمک،

تیرے ہی ماتھے سے بکھرے گی سحر کی جھلک!

تیری للکار میں ہونی چاہیے بجلی کی دھمک،

تری گفتار میں پختگی ہو، نہ پودوں کی لچک!

۲۰ خودی کا سمندر

تو ڈھونڈتا ہے جسے باہر، وہ تیرے اندر ہے

قطرہ سمجھتا ہے خود کو، پر تو سمندر ہے!

۲۱ عزمِ مومن

ایک مومن ہے اور اس کا ایک خواب ہے

راستہ مشکل ہے مگر لاجواب ہے!

ڈرنا تیرا کام نہیں، تو تو عقاب ہے

تجھ میں ہیں بجلیاں آسودہ، تو تو سیلاب ہے!

یہ "شعورِ نو" ہے، یہی ہے کلام میرا

دنیا ہو جائے فنا، پر رہے گا اسلام میرا!

CHAPTER THREE

بابِ سوم

راہِ عمل اور انقلابِ قلب

باتوں سے آگے، عمل کی طرف کا سفر — جہاں شعور، قلم سے ہوتا ہوا کردار میں ڈھلتا ہے

۲۲ امت کا خواب

میں نے رات اک عجیب سا خواب دیکھا
جس میں پوری امت کو ایک ساتھ دیکھا
پھر اچانک آتا ایک ہولناک طوفان دیکھا
بکھرتے ہوئے پھولوں کو میں نے وہاں دیکھا
مگر تھا وہاں ایک کلامِ حق ایسا
جس میں، میں نے اک واضح پیغام دیکھا:

"تھام لو بدل کر اب الٰہی کی رسی کو
اور دور کرو مل کر امت کی اس بے کسی کو!"

۲۳ نو گرفتاری

زمانہ ڈھونڈتا ہے مجھ میں کوئی نو گرفتاری

اسے کیا علم، یہ قصہ بہت دیرینہ ہے!

۲۴ اصل مالک سے مل

زمانہ دیکھتا ہے مجھ میں بس ایک سخت دل
ذرا میرے اندر اتر، اور اصل مالک سے مل!
کیسے بتاؤں زمانے کو اپنے دل کا یہ حال
زباں سے بیان کرنا ہے اب بالکل محال
ایک گلستان ہے جس کے باطن میں ہے چمن
ایک ضدی ذہن ہے میرا، ایک عجیب سا من
یہاں موجود ہے ایک عارضی تاروں کی چمک
یعنی اس فانی اور جھوٹی دنیا کی دھمک
کہتا ہوں بار بار اپنے خود سے کہ اب اس سے رک
آتی ہے پھر غیب سے آواز: "اپنے رب کے سامنے جھک!"

۲۵ دلِ بیدار

(انقلابِ وجود)

کبھی تھا دل پہ فقط ایک آشنا کا خمار
تاریک راتوں میں رہتا تھا بس جس کا انتظار
مگر وہ وہم تھا، جب ٹوٹا تو ہوا دل بیدار
نہیں ہے اب کسی عارضی رشتے پہ مجھ کو اعتبار!

جو آج آئے یا جائے، مجھے اب خبر ہی نہیں
کسی کی جھوٹی چاہت کا اب مجھ پر اثر ہی نہیں!

اب ایک اور ہی بلند منزل پہ ہے نگاہ میری
یہ کائنات سمجھ ہی نہ پائے گی چاہ میری
فلک سے بھی پار پہنچتی ہے اب تو آہ میری
میری نماز اور سجدوں میں ہے پناہ میری!

میرے خدا کو پتا ہے کہ میرا خواب ہے کیا
میرے وجود کے اندر اٹھا یہ انقلاب ہے کیا!

۲۶ ظرفِ تفکر

میرا ظرفِ تفکر، میرا یہ شعورِ نو

کسی بھی عام سی رغبت کا اب اسیر نہیں!

نہ انتظارِ دگر ہے، نہ کوئی شوقِ بدل

میری نظر میں کوئی دوسرا نظیر نہیں!

میری یکسوئی ہی میرے ذہن کا کمال ہے

کہ اس کے بعد کھینچی کسی نے لکیر نہیں!

۲۷ منشورِ قلم

(منظوم دستخط)

مانگی نہیں ہے میں نے روشنی کسی اور کے چراغ سے،

لکھا ہے ایک ایک شعر میں نے اپنے ہی دل و دماغ سے!

۲۸ حرف سے عمل تک

(مرکزی نظم و اختتامیہ)

بہت شاعر ملے جو شعر کہہ کر چل دیے
فقط لفظوں کے محل اپنے سجا کر چل دیے
زمانے کو کوئی خواب سنا کر چل دیے
مگر خود راہِ عمل کو بھلا کر چل دیے

میں چاہوں گا کہ میرا حال جدا ہو ان سے
عمل بھی ہو مرے اندر، نہ فقط باتوں سے
نہ صرف امت کے زخموں کا میں تذکرہ کروں
نہ صرف بیداریٔ ملت کا چرچا کروں

جو درد لکھتا ہوں پہلے خود اسے جیا کروں

جو بات کہتا ہوں اس پر خود بھی کھڑا رہوں

مرے قلم کی گواہی مرا کردار بھی دے

مرے کلام کو سچ ہونے کا اقرار بھی دے

کتابوں میں ہی نہ رکھوں گا میں پیغام اپنا

بناؤں گا میں عمل سے بھی اک نام اپنا

نہ ہوگا صرف زباں تک ہی اسلام اپنا

بناؤں گا میں حقیقت میں مقام اپنا

اگر میں خود ہی اندھیروں میں کھڑا رہ جاؤں

تو پھر میں اوروں کو آخر کیا راستہ دکھاؤں؟

یہ شعر میرا فقط داد کے قابل نہ رہے

کسی جوان کے دل میں یہ بس اک پل نہ رہے

شعور بن کے ابھرے، فقط غزل نہ رہے

یہ روشنی ہو، چراغوں کا کوئی جل نہ رہے

مرے قلم کا یہی ایک مدعا ہوگا

جو لکھ رہا ہوں وہی خود میرا راستہ ہوگا

جو لکھ رہا ہوں وہی خود میرا راستہ ہوگا

شعورِ نو

حافظ حسیب الرحمٰن

تمام شد